Al-Azhār

Volume 6, Issue 2 (July-Decmber, 2020)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://al-azhaar.org/issueone2020.html

URL: http://al-azhaar.org/issuetwo2019.html

Article DOI: https://doi.org/10.46896/arj.6i02.36

Title	A Comparative and Literary Study of Attorney Bil-Khosoomat in the Light of the Teachings of Christianity and Islam
Author (s):	Muhammad Shabeer,
Received on:	29 January, 2020
Accepted on:	26 November, 2020
Published on:	26 December, 2020
Citation:	Muhammad Shabeer, "Construction: A Comparative and Literary Study of Attorney Bil-Khosoomat in the Light of the Teachings of Christianity and Islam," Al-Azhār: 6 no, 2 (2020): 01-12
Publisher:	The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

عیسائیت اور اسلام کے تناظر میں وکالت کا تقابلی جائزہ

A Comparative and Literary Study of Attorney bil-Khosoomat in The Light of The Teachings of Christianity and Islam

محمد شبیر *

Abstract*:*

The subject of judicial activity plays vital role in our practical life. Its roots are deeply rooted in individual and social circles. Therefore, its value and necessity is recognized in Islamic theology. On permanent basis several chapters are related to it in books and hadiths, where its commandments and principles are fully elaborated. One of its various aspect is called "wakeele Khosoomat" which performs his obligations on behalf of the accuser and the defendant and ends the lawsuit with the objection or inability of both sides.

To make someone else as a representative for oneself through a legal process is called Advocacy. Proofs of is legitimacy can be found in the Holy Quran, Hadiths and unanimity of Muslim community.

So, for Christianity is concerned, two words are used for it. the first on is Epistropos and it has been elaborated in New American Standard Bible by three types of words: foreman, steward and guardian; and the second word is Oikonomos which is illustrated in the Modern Pact " King James Bible" by the words steward, Chamberlain and governor. Bible also holds contains verses to suggest its meaning.

The Christian world agree on the idea that such commandments are rarely found in their religion. However, controversy is there whether we can setup new injunctions in favor of it or not.

In this article research and counter assessment of Khasoomat with the basic origin of Christianity and Islam. It explains whether Islam or Christianity hold such particular commandments for lawyer (advocate) of Khasoomat. The results are given in the end.

The Roman Catholic believe that only a true Muslim can answer such questions.

However, the protestant priests claim that they don't have any capacity for such activity.

The reason is that doing such things assimilate to apply commandments upon God.

---

*پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر پشاور یونیورسٹی

تمہید

انسان کی عملی زندگی میں وکالت کو ایک اہم موضوع کی حیثیت حاصل ہے جس کا بہت گہرا تعلق ہے اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے۔اس حوالے سے یہ ایک مسلّم امر ہے کہ اسلامی دینیات میں وکالت کی اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کیا گیا ہے اور کُتبِ احادیث میں اس کے لئے مستقلاً ابواب بندی ہوئی ہے جن میں اس حوالے سے احکام و ضوابط بیان کئے گئے ہیں۔اس کی مختلف صورتوں میں سے ایک کو "وکیل بالخصومت" کہا جاتا ہے جو کہ عدالتوں میں مدعی اور مدعیٰ علیہ کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور مقدمہ کو فریقین کی عدمِ اہلیت یا عذر کی وجہ سے مناسب انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔چونکہ وکالت ان امور میں سے ہے جن میں اجتہاد کی گنجائش ہوتی ہے اس لئے اس باب میں تمام مسلمہ فقہی مذاہب (حنفیت، شافعیت، حنبلیت اور مالکیت) کے اپنے قواعد و ضوابط مرتب ہوئے ہیں جن کے اندر رہتے ہوئے اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

زیرِ نظر مقالے میں خصومت کے کالت کا مسیحیت اور اسلام کے بنیادی مآخذ کی روشنی میں تحقیقی اور تقابلی جائزہ لیا گیا ہے اور اس میں اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ مسیحی اور اسلامی مذاہب میں وکیل بالخصومت کے احکام کیا ہیں اور کیا یہ کسی توانا معاشرے کے لئے شافی احکام کی صلاحیت رکھتے ہیں؟بحث کے آخر میں نتائج بھی بیان کئے گئے ہیں۔

اسلامی وکالت

وکالت کسی کا اپنی جگہ دوسرے کو خود کی سہولت یا عجز وجہ سے جائز تصرف میں قائم مقام بنانے کو کہا جاتا ہے [1] جس کا رکن ایجاب و قبول ہے۔ایجاب مؤکل کی طرف سے ہوتا ہے کہ وہ کہے: میں نے آپ کو اس کام میں وکیل بنایا ہے یا آپ اس طرح کریں یا میں آپ نے آپ کو اجازت دی ہے اس طرح کرنے کی وغیرہ اور قبول وکیل کی طرف سے ہوتا ہے کہ میں نے آپ کی بات قبول کر لی یا اس طرح کے دوسرے الفاظ کہے [2]۔کام حولہ کرنے والے کو مؤکل، جس کو کام حوالہ ہوا ہے اسے وکیل اور اس کام کو مؤکل بہٖ کہا جاتا ہے [3]۔

چونکہ قدیم زمانے سے لوگ اپنی حاجات و ضروریات میں وکالت کو احتیاج رکھتے آرہے ہیں کسی کام کی قابلیت نہ ہونے کی وجہ سے اور یا تنگی کی وجہ سے۔ بالکل اسی طرح کسی معاملے میں فریقین اپنی طرف سے وکیل کی تقرری کرتے ہیں۔اس بنیادی ضرورت کے پیشِ نظر آسمانی ادیان میں اس کو منظور کیا گیا ہے جس کی مشروعیت کا ثبوت قرآنِ کریم، سنتِ رسول اور اجماعِ امت سے ملتا ہے:

قرآنِ کریم میں اصحابِ کہف کے واقعہ سے اس کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے جس میں سارے ساتھی مل کر

ایک کو وکیل بناتے ہیں کھانے کی کوئی چیز لینے کے لئے[4]۔ وکالت کے ثبوت کے حوالے سے حضرت علیؓ کا وکیل مقرر کرنا بنیادی حیثت رکھتا ہے ، چنانچہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو مقدمہ بازی اچھی نہیں لگتی تھی اور کہتے تھے کہ اس میں ہلاکتیں ہیں تو اپنے بھائی عقیلؓ کو وکیل بنا کر اپنی جگہ بھیجتے تھے پھر جب وہ ضعیف العمر ہو گئے تو مجھے وکیل بنالیا[5]۔اس کے علاوہ امّت کا اس پر اجماع بھی ہے کہ وکالت جائز ہے۔

وکالت کا اطلاق کبھی کبھار حفاظت پر ہوتا ہے اور اسی سے وکیل کا لفظ آتا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

" حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ"[6] "ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہیں جو کہ بہترین نگہبان ہیں"

یہاں حفاظت کے معنیٰ میں وکیل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اس کے علاوہ اس لفظ کو جب علیٰ سے متعدی کرتے ہیں تو اس کا اطلاق سپرد کرنے اور تفویض کرنے پر ہوتا ہے[7] جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

" وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ"[8] "اور اللہ تعالیٰ پر بروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے"

یعنی ہم اپنے تمام اُمور میں اللہ تعالیٰ پر اکتفاء کرتے ہیں۔اسی طرح سورۃ ہود میں بھی وکالت کے لفظ کا یہی مفہوم ہے:"إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ"[9] "میں اللہ پر اعتماد کرتا ہوں اور اپنا معاملہ اسی کے حوالے کرتا ہوں جو کہ میرا اور تمہارا رب ہے"

معجم لغۃ الفقہاء لکھتا ہے کہ التوکیل: مِنْ وَكَّلَ، اَلْإِنَابَةُ - Appointment as representaive * إِقَامَةُ مَنْ يَّمْلِكُ التَّصَرُّفُ غَيْرَهُ مَقَامَ نَفْسِه فِيْ التَّصَرُّفِ — Procuration[10]۔"تصرف کے مالک کا کسی کو اپنی جگہ تصرف میں قائم کرنا ہے"

یہ صاحبِ حق کا کسی کو نائب بنانا ہے اس حال میں کہ یہ نائب اس کا مامور نہ ہو کہ بہر صورت اسے مقرر کرنے والے کی بات ماننا ضروری ہو اور یہ نیابت غیر کے عبادت کے لئے نہ ہو اور اپنی موت کے ساتھ اس کو مقید بھی نہ کیا ہو کہ مثلاً میرے مرنے کے بعد آپ وکیل ہوں گے کیوں کہ اس کو عرف میں وصی (جس کے لئے وصیت کی گئی ہو) کہا جاتا ہے۔[11] وکالت کی شرعی تعریف یہ ہے کہ:

"وکالت کسی انسان کا دوسرے کو معلوم تصرف میں قائم مقام بنانا ہے پس اگر تصرف معلوم نہ ہو اس سے وکیل کی سب سے کم تصرف ثابت ہوتی ہے جو کہ صرف حفاظت ہے"[12]

ہر وہ کام اور معاہدہ جو بندہ خود بھی کر سکتا ہو اس کے لئے کسی کو وکیل رکھنا بھی صحیح ہے کیوں کہ بسا اوقات انسان بعض حالات سے مجبور ہو کر کام خود کرنے سے قاصر ہوتا ہے اور اس کو ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی اور اس کی جگہ یہ کام کرے۔

بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں وکیل مقرر کرنا لازمی ہے جیسے کہ کوئی خاتون پردہ نشین ہو اور محکمہ کو حاضر نہ ہو سکتی ہو یا اسے بات کرنے میں جھجک محسوس ہوتی ہو تو اسے وکیل لینا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر کوئی تین دن کی مسافت پر ہو یا بیمار ہو تب بھی وکیل کا لینا ضروری ہے لیکن اگر بیماری یا سفر نہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فریق ثانی کی رضامندی کے بغیر وکیل کا اپنے مؤکل کے بغیر اکیلے حاضر ہونا جائز نہیں۔ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک وکیل کی تقرری اور پیشی کے ساتھ فریقِ ثانی کا کوئی دخل نہیں ہے۔[13] امام ابو حنیفہؒ کے مطابق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر وکیل بنانا جائز تو ہے لیکن اگر اس نے مطالبہ کیا مؤکل کے حاضر ہونے کا تو اس کو حاضر ہونا ضروری ہوگا کیوں کہ مذکورہ روایات اگرچہ اس کا تذکرہ نہیں ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ وہ حضرت علیؓ کہ نہ ہونے سے خوش تھے اس کے علم کی زیادتی کی وجہ سے۔[14]

اسی طرح حق کی ادائیگی اور وصولی کے لئے بھی وکیل لیا جاسکتا ہے اس معاملے میں بھی پہلے کی طرح مجبوریاں ہو سکتی ہیں لیکن حدود اور قصاص میں مؤکل کی موجودگی بہر صورت ضروری ہے کیوں کہ اس میں یہ شبہ موجود ہوتا ہے کہ مؤکل اسے معاف کر دے اور شبہ کے وقت حدود و قصاص قائم نہیں کئے جا سکتے[15]۔

مسیحی وکالت کا تعارف

وکالت کا مادہ "**وک ل**" ہے جس سے **وکل الیہ الامر** آتا ہے اور معنی ہے کسی کو سپرد کرنا اس کے علاوہ وکالت کہتے ہیں کسی کے ساتھ یہ عہد کرنا کہ میں اُس کا کام کروں گا اور وکالت وکیل کے عمل کو بھی کہتے ہیں[16]۔

مسیحیت میں وکالت کے لئے دو قسم کے کلمات استعمال ہوتے ہیں پہلا (Epitropos) ہے اس کے مفہوم کی ادائیگی عہد نامہ جدید (نیو امیر کن سٹینڈرڈ بائیبل) میں تین طرح کے الفاظ سے ہوتی ہے: نگرانی کرنے والا اور حاکم (foreman)، منتظم و مختار (steward)، نگران، محافظ، ولی اور سرپرست (guardians)۔

دوسرا لفظ (Oikonomos) ہے جس کا مفہوم عہد نامہ جدید "کینگ جیمز بائیبل" میں منتظم (steward)، بلدیاتی ادارے کا خزانچی (chambrrlain) اور حاکم (governor) کے معنی سے ادا ہوتا ہے۔

بائیبل میں دونوں قسم کے الفاظ کا مفہوم اداء کرنے والی آیات موجود ہیں جو کہ قابل وضاحت ہیں:

1۔ (Epitropos) کا ایک مفہوم نگران اور حاکم ([17]) کا ہے چنانچہ انجیل متی میں آتا ہے:

"**فَلَمَّا كَانَ الْمَسَاءُ قَالَ صَاحِبُ الْكَرْمِ لِوَكِيلِهِ**"[18] "پس جب شام ہوئی تو تاکستان کے مالک نے اپنے وکیل (نگران) سے کہا"

اس لفظ کا دوسرا مفہوم منتظم و مختار (steward) کا ہے جیسے انجیل لوقا میں آتا ہے کہ:

"وَيُوَنَّا امْرَأَةُ خُوزِي وَكِيلِ هِيرُودُسَ وَسُوسَنَّةُ وَأُخَرُ كَثِيرَاتٌ كُنَّ يَخْدِمْنَهُ مِنْ أَمْوَالِهِنَّ"[19]

"اور یوانہ جو کہ ہیرودیس کے وکیل کی بیوی تھی اور سوسنہ اور دوسری بہت سی عورتیں تھی جو کہ اپنے اموال میں سے اس کی خدمت کرتی تھیں"

اس کے علاوہ تیسرا مفہوم اس کا نگران، محافظ، ولی اور سرپرست () کا ہے کیسا کہ کتاب گلتیوں میں ہے کہ:

" بَلْ يَبْقَى خَاضِعاً لِلأَوْصِيَاءِ وَالْوُكَلاءِ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الْفَتْرَةُ الَّتِي حَدَّدَهَا أَبُوهُ"[20]

"بلکہ وہ اس وقت تک جو باپ نے مقرر کیا ہے سرپرستوں (وصی) اور وکلاء کے زیرِ اختیار رہے گا"

2۔ دوسرا لفظ (Oikonomos) ہے اس کا معنٰی بھی وکیل، مدیر اور ادارے کے مسؤل کا ہے لیکن مختلف جگہوں میں سیاق وسباق کے مناسب معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے کہ منتظم کے معنی میں انجیل لوقا میں آیا ہے:"مَنْ هُوَ إِذَنِ الْوَكِيلُ الأَمِينُ الْعَاقِلُ الَّذِي يُقِيمُهُ سَيِّدُهُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ لِيُقَدِّمَ لَهُمْ حِصَّتَهُمْ مِنَ الطَّعَامِ فِي حِينِهَا"[21]

"پس کون ہے وہ حکمت والا امانت دار منتظم جسے اس کا مالک اپنے نوکروں پر سردار مقرر کر دے تاکہ وہ بروقت انہیں کھانا دیتا رہے"

دوسرا مفہوم بلدیاتی ادارے کے خزانچی (chamberlain) کا ہے جیسے کہ کتاب رومیوں میں ہے:

"يُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ أَرَاسْتُسُ، أَمِينُ صُنْدُوقِ الْمَدِينَةِ"[22]

"تم کو اراستس جو کہ شہر کا خزانچی ہے سلام کہتا ہے"

تیسرا مفہوم حکم (governor) کا دیتا ہے جیسا کہ رسالہ غلاطیہ میں ہے:

" بَلْ يَبْقَى خَاضِعاً لِلأَوْصِيَاءِ وَالْوُكَلاءِ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الْفَتْرَةُ الَّتِي حَدَّدَهَا أَبُوهُ"[23]

"بلکہ وہ اس وقت تک جو باپ نے مقرر کیا ہے سرپرستوں (وصی) اور وکلاء کے زیرِ اختیار رہے گا"

مسیحی دنیا میں معاملات رفع دفع کرنے کو بہت اہمیت حاصل ہے کیوں کہ انجیل متی میں ہے کہ قربانی جیسے اہم عمل کو بھی بھائی سے معاملہ ختم کرنے کے بعد کرنے کا کہا گیا ہے اگرچہ جانور قربان گاہ کے دروازے پر ہوں[24]۔ان معاملات کو ختم کرنے کے لئے عدالتوں کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے جہاں کام ایک مخصوص ضابطہ اخلاق کے تحت وکالت کے ذریعے عدالتوں میں نمٹائے جاتے ہیں۔

چند وجوہ کی بناء پر مسیحیت میں وکالت کا عدم جواز ملتا ہے مثلاً یہ کہ غلط کام کرنے والوں کو اپنے کرتوتوں میں جو رکاوٹیں آتی ہیں وکالت کے ذریعے قانونی جائز تکنیکی صلاحیتوں کے بل بوتے پر ان کو دور کیا جاتا ہے اور مجرم کے

لئے راستہ کھول دیا جاتا ہے جیسا کہ غیر قانونی تلاشی اور غیر قانونی قبضہ کے لیے وکیلوں کے ذریعے جواز تلاش کیا جاتا ہے۔ بعض مسیحی مصنفین تو صراحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ قانون کی پیروی عادتاً ایک عیسائی پیروی نہیں ہے کیوں کہ ایک وکیل کو اپنے مؤکل کی خدمت کرنے کے لئے مسیحیت کی عصمت پسندی کو چھوڑنا پڑتا ہے [25] حالانکہ مسیحی تعلیمات اور اس کی بصیرت کسی بھی مسیحی کو قانون سازی اور وکالت سے منع کرتی ہے [26]۔ اس کے علاوہ وکالت کے حوالے سے یہ بات واضح ہے کہ بیشتر وکلا بشمول کیتھولک یہ مانتے ہیں کہ ان کا مذہبی عقیدہ شاذ و نادر ہی مخصوص حالات میں پیشہ ورانہ طرز عمل کے لئے تفصیلی اصول مہیا کرتا ہے جیسا کہ عہد نامہ جدید کے کتاب مکاشفہ میں ہے کہ:

"میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں سے کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کرے گا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصہ نکال ڈالے گا" [27]

لیکن پھر بھی ان کے ہاں مذکورہ مسائل میں راہنمائی پائی جاتی ہے اور پیشہ کے اندر انفرادی طرز عمل سے متعلق سوالات کا جواب ضرور دینا چاہئے ہوتا ان باتوں کا جواب خود مومن نے کو خدا کو دینا ہوتا ہے [28] ۔ اسی طرح مسیحیوں کا نظریہ ہے کہ خدا نے ہمیں ان امور کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا اِس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے راستے خود محسوس کریں اور اپنی تمام تر کوشش کو بروئے کار لا کر خدا کے دنیا کو فائدہ دیں [29]۔

دوسری طرف مسیحی سکالرز کہتے ہیں کہ صرف عہد نامہ جدید پر اکتفاء کرنا عہد نامہ قدیم کے بغیر غلطی ہے کیوں کہ ان کے مطابق عہد نامہ جدید میں کسی مخصوص مسئلے کو تلاش کرنا ناممکن ہے:

“In seeking out the sources of Christian jurisprudence, it is necessary to look to the Old Testament for a scriptural foundation.”[30]

"مسیحی قانون کے ماخذ کو تلاش کرنے کے لئے بائبل کے مطابق عہد نامہ قدیم کو دیکھنا ضروری ہے"

اسی بات کی تائید "آگسبرگ کا اعتراف" [31] (The Augsburg Confession) سے بھی ہوتی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

“For the Gospel does not set up a rule independently of the Gospel; that is quite clear and certain [32]”

"انجیل نے اپنا کوئی آزادانہ قانون قائم نہیں کیا یہ بات بلکل واضح اور یقینی ہے"

دراصل یہ ان کے ہاں عذر ہے اس بات کا کہ وکالت اور دوسرے عدالتی اُمور کے متعلق مسیحی مذہب میں شافی احکام موجود نہیں ہیں البتہ اپنے شرح صدر کے ذریعے ایک مسیحی بائیبلی تعلیمات کے اندر رہتے ہوئے کسی چیز کے بارے میں ضابطہ مقرر کر سکتا ہے۔

مسیحیت اور اسلام میں وکالت کے باہم موافق امور

دونوں مذاہب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وکالت کے امور میں ایسے احکام ہیں جن میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ذیل میں ان امور اور احکام کا تذکرہ ہے:

1۔ یہ ایک اخلاقی چیلنج ہوتا ہے جس کا سامنا ایک مسیحی وکیل کو کرنا ہوتا ہے کہ ایک ایسے مؤکل کا دفاع کرنا ہے جس کے بارے قصور واری کا اسے علم ہے۔اب اس کے دفاع میں اگر جھوٹ شامل ہو جائے، جرم کا بہانہ بنایا جائے یا الزام تراشی کی جائے یا انصاف کو نظرانداز کیا جائے تو یہ بذاتِ خود ایک جرم ہے جس سے خدا "نفرت کرتا ہے"[33] اور یہی بات اسلامی احکام میں بھی پائی جاتی ہے کہ جس چیز کی وکالت ہو رہی ہے وہ مباح شرعی ہے کہ نہیں اگر بالفرض حرام کام ہے جیسے کہ کسی کا مال چھیننا یا کسی پر ناجائز تجاوز کرنا وغیرہ تو یہ وکالت صحیح نہیں ہوگی[34] اسی طرح اگر کسی مکروہ کام کی وکالت حوالہ ہو گئی تو پھر یہ مکروہ ہوتی ہے[35]۔

2۔ مسیحی وکیل اپنے (بے گناہ) مؤکل کے دفاع میں انتہائی کوشش کرے گا کیونکہ وہ مسیح کا نمائندہ ہوتا ہے کیوں کہ مسیح کو دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا گیا تھا کہ دنیا کو اس کی وجہ سے سزا مل جائے بلکہ اس وجہ سے بھیجا گیا تھا کہ اس کی وجہ سے دنیا کو نجات مل جائے[36] لہٰذا اُسے اِس بائیبلی حیثیت کو مدِ نظر رکھ کر ہی وکالت کرنی ہوتی ہے ۔اسی طرح اسلام مؤکل کا دفاع کرنا اور اس سے نقصان دور کرنا واجب کرتا لہٰذا کسی بھی اسلامی وکیل کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ حتی الوسع اپنے مؤکل کا دفاع کرے[37] ۔

3۔ بائیبل کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی وکیل کا درجہ وکالت ہی کا ہوتا ہے جج کا نہیں ہوتا کیوں کہ عہد نامہ جدید میں جہاں کہیں بھی حضرتِ مسیح کا وکیل کی حیثت سے تذکرہ آیا ہے وہاں انھوں نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا بلکہ صرف وکالت کی ہے[38]۔اور یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مسیح کی طرح سچائی اور حق کی پیروی کرنے میں کسی طرح کا تردد نہیں ہونا چاہئے۔

اسلامی وکالت کے شرائط میں ہے کہ وکالت تب جائز ہے جب اس کا محل معلوم ہو اور جب محل معلوم نہ ہو تو وکالت جائز نہیں ہوگی[39] لہٰذا وکیل جب عدالت میں پیش ہوتا ہے تو فریقین میں سے کسی ایک کی نیابت میں جاتا ہے نہ کہ قاضی کی حیثیت سے[40] ۔

دونوں مذاہب میں وکالت کے باہم مخالف امور

وکالت کے اعتبار سے بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں مسیحی وکیل اور اسلامی وکیل میں واضح فرق ہوتا ہے:

1۔ چنانچہ بائیبل کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسیحی وکیل کو اگر حکمت نظر آئے تو یقینی مجرم کی بھی وکالت کر سکتا ہے اور اسے دوٹوک فیصلے سے بچا سکتا ہے۔اس کی ایک اور بھی وجہ ہے کہ اس دوران وہ اپنے مؤکل روحانی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے [41]۔

اس مسئلے میں شریعتِ اسلامی وکیل کو اجازت نہیں دیتی کہ کسی واقعی مجرم کی وکالت کی جائے اور اسے نجات دلانے کا سبب بن جائے کیوں کہ جس چیز کی وکالت ہونی ہے وہ مباح شرعی ہونا چاہئے اگر بالفرض حرام کام ہو جیسے کسی کا مال چھیننا وغیرہ تو یہ وکالت صحیح نہیں ہوگی [42]۔اس اعتبار سے قرآن کریم کا فیصلہ دوٹوک ہے کہ برائی میں کسی کی مدد نہیں کرنی چاہئے [43]۔

2۔ حضرت مسیح کے بارے میں انجیل یوحنا ایک واقعہ نقل کرتا ہے کہ انھوں نے ایک ایسی خاتون کو بچایا تھا جس نے غلط کاری کی تھی [44] لہٰذا مذکورہ واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسیحی وکیل صرف دوٹوک انصاف کے پیچھے لگا ہوا نہیں ہوتا بلکہ معاملہ سلجھانے کے آسان اور قابل قبول مزید راستوں کو بھی تلاش کر سکتا ہے جب کہ اسلامی احکام میں وکیل صرف معلوم تصرف ہی کر سکتا ہے مجہول تصرف کرنے کی اس کو گنجائش نہیں ہوتی اس لئے وہ صرف اپنے مؤکل کو اس کا حق دلوانے کی کوشش ہی کر سکتا ہے [45]۔

3 مسیحی وکیل کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا مؤکل گنہگار ہے تو اپنی فنی مہارت کو چھوڑ کر اسے سزا بھی دلوا سکتا ہے کیوں کہ ایسا نہ ہو کہ اسی طرح غلط کاموں کے ساتھ دوبارہ معاشرہ میں نکل آئے اور لوگوں کے نقصان کا سبب بن جائے۔اس حوالے سے فقہ اسلامی میں یہاں تفصیل ہے کہ اگر مطلق وکالت کی تفویض ہوئی ہے اور کوئی شرط مقرر نہیں ہوئی تو اپنے مؤکل کے خلاف کسی بھی بات کا انکار تو بالاجماع ثابت ہو جاتا ہے البتہ اگر مجلسِ خصومت ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے مطابق اس وکیل کو مؤکل کے خلاف اقرار کی بھی گنجائش ہوتی ہے اور امام ابو یوسفؒ کے مطابق مجلسِ قضاء اور غیر مجلسِ قضاء ہر جگہ میں اس وکیل کو اقرار علی المؤکل کی اجازت ہوگی کیوں کہ وکالت مؤکل کی نیابت ہے خصومت کی نہیں کہ مجلس خصومت سے متعلق ہوگی [46]۔لیکن اگر ایسی کوئی صورت پیدا ہو جائے جس میں شبہ کی وجہ سے احکام معطل کئے جاتے ہوں تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وکیل اپنے مؤکل کے خلاف اقرار نہیں کر سکتا کیوں کہ جب کسی کو وکیل بالخصومۃ بنایا جاتا ہے تو اس سے مجازاً اُن مواقع میں مطلق جواب مراد ہوتا ہے جہاں حکم شبہ کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا اور جن مواقع میں حکم شبہ کی وجہ

سے ختم ہوتا ہے وہاں اقرار واعتراف کو مطلقِ جواب سے خاص کیا جاتا ہے چنانچہ مؤکل کے خلاف اقرار میں چوں کہ شبہ ہے کہ انھوں نے وکیل کو اس کی اجازت نہیں دی ہو گی[47] ۔

دونوں مذاہب میں احکام کی عملیت

مسیحی مذہب بذاتِ خود احکام کے اعتبار سے کلاسیکیت سے محروم ہے کیوں کہ موجودہ بائیبل میں حضرتِ مسیح کے اعتبار سے منقول ہے کہ آپ یہودیت کو ختم کرنے نہیں بلکہ اس کی تکمیل کے لئے تشریف لائے ہیں[48] لہٰذا صرف وکالت میں ہی نہیں بلکہ عائلی اور فوجداری حوالے سے جتنے بھی اُمور ہیں مسیحیت کے بنیادی مصادر ان کے بارے میں احکام کا یا صرف نام کا تذکرہ کرتے ہیں باقی تفاصیل سے مسیحی مذہب عاجز ہے البتہ مسیحی اپنے درمیان ذاتی مشوروں سے ان امور کو خود ہی انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں جس کی مثال کینن کا قانون (Canon Law)[49] ہے جب کہ اسلام اس کے برعکس تمام اُمور کا خواہ عدالتی ہوں یا نجی واجتماعی ہوں سب کے بارے میں شافی احکام کا ذخیرہ بنیادی مصادر کے حوالے سے رکھتا ہے اور اس کے ممکنہ حد تک تمام جزیات کو حل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

نتائج البحث

مندرجہ بالا مضمون سے چند نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

1۔ لغوی طور پر وکالت کا اطلاق حفاظت اور سپردگی و تفویض پر ہوتا ہے جس کا ثبوت دونوں مذاہب (مسیحیت اور اسلام) میں موجود ہے اور اسی کے مطابق اس کے احکام مقرر کئے گئے ہیں۔

2۔ بائیبل کے مطابق وکیل نگران، منتظم ومختار، محافظ و سرپرست اور خزانچی کو کہا جاتا ہے جو کہ عہد نامہ جدید کے مختلف آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

3۔ اگر کسی کو عدالت میں معاملہ واضح نہ کر سکنے کا عذر ہو تو اس پر وکیل رکھنا لازم ہے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہونے میں رکاوٹ نہ آجائے۔

4۔ حدود اور قصاصات میں مؤکل کی موجودگی اس لئے ضروری ہوتی ہے کہ اس میں معاف کرنے کا شبہ موجود ہوتا ہے جس کا وکیل حق نہیں رکھتا اور شبہات سے ان کا اجراء ختم ہو جاتا ہے۔

5۔ جائز تصرف میں جس کو بندہ خود بھی کر سکتا ہو کسی کو اپنا نائب بنانا وکیل کہلاتا ہے جس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں اور یہ وکالت مخصوص شرائط کے ساتھ ہر دو مذاہب میں رائج ہے۔

6۔ چوں کہ مخصوص حالات میں مسیحیت کے ساتھ تمام مسائل حل کرنے کے پیشہ ورانہ حل موجود نہیں ہیں اس لئے آسمانی نظامِ عدالت کے جب کسی

7۔ وکیل وکالت ہی کے مرتبے میں رہے گا اس کے علاوہ ناجائز کام میں وکالت اور مجرم کی وکالت ہر دو مذاہب میں ممنوع ہے جب کہ معصوم فریق کی وکالت میں حتی المقدور کوشش کرنا وکیل کا فرض ہوتا ہے۔

8۔ مسیحیت میں اگرچہ واقعی مجرم کی وکالت بشرطِ اصلاح جائز ہے لیکن اس کو سزا دلوانے کا بھی حق بہم محفوظ ہوتا ہے لیکن اسلامی وکیل تب ہی مؤکل کے خلاف اقرار کر سکتا ہے جب مجلسِ عدالت میں مؤکل موجود ہو اور حکم بھی ایسا ہو کہ شبہ سے ختم نہ ہو سکتا ہو بصورتِ دیگر مؤکل کے خلاف اقرار کر کے اسے سزا دلوانے کا اسے اختیار نہیں ہوتا۔

9۔ مسیحیت میں چونکہ شافی احکام نہیں ہیں اس لئے کیتھولک فلسفہ کے حاملین مومن کی ایمانی بصیرت کے بنیاد پر مل بیٹھ کر اپنی طرف سے کسی مسئلہ کے حل کے لئے احکام مرتب کرتے ہیں جب کہ اسلام اس حوالے سے تمام امور کے مسائل کا احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

References

1- Ibny Abideen.Muhammad Amin bin Umar bin Abdulaziz.Raddul Mukhtar ala aldurrul mukhtar.jild 5.safha588.al nashir:Darul fikar-Biroot.al tabaa al sanya.1420 hijri-1992 esawe.

2- Al Kasani.Ala ul deen.Abo Bakkar bin Masood bin Ahmad al Hanafi.Badayay alsanayay fi tarteeby al sharayay.jild 7.safha9.al nashir:Dar ul kotobil ilmiya.al tabab al Saniya.1406 hijri-1986 miladi.

3- Lajnton mokawwanaton min iddaty ulama wa foqaha fil khilafatil Usmaniyaty.Majallatul ahkamil adaliya.safha 334.almohaqqiq:Hawawini Najeeb.al nashir: Noor Muhammad .karkhana tijaraty kotab .aram bagh karatishi.sany tabaat na maloom.

4- Al kahaf :19

5- al Baihaqi.Abo Bakkar.Ahmad bin al hosain bin ali bin Mosa al khosrwajirdi al khorasani.Al Sonan al kobra.jild 6.safha 134.mada 11437.al mohaqqiq: Muhammad abdul Qadir ata.al nashir:Darul kotobil ilmiya.Biroot-Labnan.al tabba al Saniya.1424 hijri-2003 miladi.

6- Al Imran:173

7- Abo Habeeb.Sadi (al daktoor).Alqamoosul fiqhee lughatan wa istilahan.safha 47.al taba al Saniya.1998 miladi.tasweer:1993.al nashir: Darul fikar.Damishq-sorya.

8- Ibraheem:12

9- Hood:56

10- Muhammad Rwas Qalaji-Kalid Sadiq Qnibi-Qutab Mustafa Sano.Mujam Lughatul Fuqaha.safha132.al nashir:Darul nafayis littaba wa alnashar wa altawzee.al tabab al salisa.1431hijri-2010 miladi.

11- Al Rasa.Muhammad bin Qasim al Ansari.Abo Abdullah.al Tonsi al Maliki.al Hidayatul Kafiyatul Shafiya libayany hqayiqe al Imam ibny Arafa alwafiya. (Shra hodood ibny Arafa lirrasaa).safha 328.al taba al uola.1350 hijri.al nashir :almaktabatul ilmiya.
12- abn Alhmam .kmal aldiyn.Muhamad bin Eabd alwahid alsywasy. fath alqdyr.j7. s500. alnashr: dar alfkr.altab: bidun tabet wabidun tarykh.
13- Burhan aldiyn .Abu alhasan . Ali bin abi Bakr bin abd aljalil alfurghani almarghinani.Alhidayat fi sharah bidayat almbtdy.j3.s137. 138.almuhaqiq: Tilal yosaf.alnashr: dar iihya alturath al arabi- bayrut - lubnan .
14- Alsarkhasi .Muhammad bin Ahmad bin ibi sahl shams al ayima. Almabsut. j 19.s3.alnashr: Dar Almaerifat - Bayrut.altba: bidun taba.tarikh alnshr: 1414h - 1993m .
15- Alhidayat fi sharah bidayat almbtdy.j3.s136.
16- dayra almaearif alktabyt .j.8.s222.majlis altahrir.(daktor alqs) manis abd alnoor.(alqs) Andarikah zki.(daktor alqs) fayiz eysa ,(daktor alqs) Anwar zky.almuharir almasool .walym wahabah bibawi,altabah al ola.2001 ,Dar althaqafat,alqahirah.
17- Chonky Wakalat arbi ka lafaz hy lihaza s ki sahi mafhoom tk pahonchny k liya hwala bhi arbi zaban sy hi lia ja rha hy.
18- Matthew 20:8
19- Luke8:3
20- Galatians 4:2
21- Luke 12:42
22- Romans1 16:23
23- Galatian4:2
24- Metthew 5:23.24
25- Curtis, The Ethics of Advocacy, Stanford Law Review, Vol. 4 p19(1951).
26- Ellis, The Christian Lawyer as a Public Servant, 10 Vand. L. Rev.v10.pp912-917 (1957).
27- Revelation22:18-19
28- MacKinnon, supra note 46, at 932.
29- THE RIGHT PRINCIPLES OF CHURCH GOVERNMENT. Dr. U. Vilhelm Koren.p15.
30- John Kuhn Bleimaier (1985) "A Christian Jurisprudence," The Catholic Lawyer: p 48.Vol. 30 : No. 1 , Article 5.
31- Augsburg ka itiraf jisy Augstan itiraf ia Augtana bhi kaha jata hy. Lutheran church ky itiqad ka bunyadi itiraf awr protestant islah ki aik aham dstawiz hy. Augsburg ka itiraf Germany awr latini dono zabanon may likha giya tha awr s ko 25 june 1530 ko dait of Augsburg may muta addad german hukmarano awr azad shihron ny psish kiya. https://en.wikipedia.org/wiki/Augsburg_Confession. This page was last edited on 23 October 2020, at 20:35 (UTC).
32- Article XXVIII (XIV): Of Ecclesiastical Power.14. Apology [Defense] of the Augsburg Confession.p.146.
33- Proverbs 17:15
34- Alzzuhayli .Wahbah bin Mustafaa . (ostaz wa rayiys qism alfaqih al islamy wa usulih bijamieat dimashq - kullyat alshaharye). Alfiqh al Islamy wa Adillatuh. j4.s2999.(alshamil liladillaty alshahareyat walara almdhhabyat wa ahammy alnnazryaat alfiqhyat wa tahqiq al ahadith alnnabwyat wa takhrijiha).alnashr: Dar alfikr - swryat - Dimashq, al taba: alrrabeya almnqqahatul muaddalt

bilnnisbt limaa sabaqaha (wahiya altaba al saniyato asharah limaa taqadamaha min tabaaty musawara)

35- Aydaan .j5.s4061.
36- John 3:17
37- Alfiqho al islamy wa adillatuhu.j5.s4061.
38- John 8:2-12,1 john 2:1 , Proverbs 12:10.
39- alfiqho al Islamy wa adillatuhu.j4.s2999.

40- Alzaylaei . fakhr aldin.usman bin Ali bin muhjin albariei.Tabiin alhaqayiq sharah kanz aldaqayiq wa hashiat alshilbii.j4.s254.alhashyt: alshilbiu.Shihab aldin.Ahmad bin Muhammad bin Ahmad bin Yunas bin Ismaeil bin yonas.alnashr: almatbaatu alkubraa al amiriat - Bulaq, al Qahirt.altaba: al uola, 1313 h.
41- John 8:2-12,1 john 2:1 , Proverbs 12:10.
42- Alfiqho al Islamy wa adillatuhu.j4.s2999.3000.
43- Al Maydah:2
44- john8:2-12
45- Alfiqho al Islamy wa adillatuhu.j4.s2999.3000.
46- Ala uldin .Abdulaziz bin Ahmad bin Muhammad, albukhari , kashf al asrar sharah osol albzdwi. j3.s145.alnashir: Dar alkitab al islami.altaba: bidun tabet wa bidun tareekh.
47- Ibn Alhumam .kamal aldin .Muhammad bin abd alwahid alsiwasi .Fath alqdeer.j7.s507- 508. alnashr: Dar alfikar.altaba: bidun tabeat wa bidun tariykh.
48- Metthew 5:17
49- Judiciary. Middle Ages.wiki. This page was last edited on 18 October 2019, at 14:46 (UTC).